



## سوال

(359) میت کے دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میت کے دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے اکثر برادران احناف کا یہ معمول ہے کہ مردہ کو قبر میں اتارنے کے بعد اذان جیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ چنانچہ موجودان جدید نے بھی اپنے رسالہ میں بابت جواز اذان بعد دفن میت کے حوالہ امام شافعی کا دیا ہے۔ یٰنُوْا تُوْبِرُوْا۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کسی میت کے دفن کے بعد اذان کہنا (جیسے کہ طریق اہل بدعت فی زمانہ مروج ہے) ہرگز جائز و ثابت نہیں، مدار ثبوت ہر شے کا امت محمدیہ میں دلیل شرعی پر ہوتا ہے اور وہی حجت عند الامت ہے۔ لہذا ہر امر کے اثبات کے لیے دلیل شرعی ہونی چاہیے اور وہ یہاں کلیۃً مفقود ہے، پس بعد از اول میت در قبر اذان کہنا صریح بدعت و گمراہی ہے۔

لقولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا هذا لم یس منہ فہو رد

”جو کام بغرض استحسان و اعتساب کیا جائے، اور شریعت محمدیہ میں (قرآن و حدیث) اس کا ثبوت نہ ہو، وہ مردود و ناقابل قبول ہے۔“ (بخاری و مسلم)

جن برادران احناف کا یہ معمول ہے اُن کا بھی کوئی مذہب و دین ہے۔ کبھی حنفی بنتے ہیں کبھی شافعی بن جاتے ہیں۔ حالانکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس اذان بدعیہ کا کوئی ثبوت نہیں، اور پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کوئی نبی نہیں، جو ان کا ہر قول و فعل قابل حجت ہو۔ نبی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ہاں امام شافعی وغیرہ ائمہ سے جو مسائل موافق کتاب و سنت کے ثابت ہیں، مثلاً امین با بھر و رفع یدین، قرأت فاتحہ خلف الامام وغیرہ ان کو تو یہ برادران احناف ملتے نہیں اور جو امور بدعیہ مثلاً اذان علی المیت (تیجہ، دسواں، چالیسواں) وغیرہ اُن سے ثابت نہیں وہ لپک کر کرتے ہیں۔ فی اللہ العجب و ضیعۃ العلم والادب

نیز یہ موجودان جدید کیا بلا ہے۔ آیا اس سے مراد کوئی فرقہ ہے اور اس کا رسالہ کون سا ہے۔ کیا نام ہے ہمیں معلوم نہیں۔ بظاہر ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت نے اپنا یہ نام رکھا ہے۔ جس کے معنی ہوئے احداث فی الدین کے مرتکب، دین الٰہی میں نئے کام ایجاد کرنے والے، نئی نئی بدعتیں قائم کرنے والے، سولیسے فرقے اور ایسے رسالوں سے خدا مسلمانوں کو پناہ دے، آمین۔ ہمارا دین تو محفوظ و مکمل ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ نئے نئے کام ایجاد کر کے بدعتی بنیں۔

الغرض موجودان جدید کا اپنے رسالہ میں بابت جواز اذان بعد میت کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دینا بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر صریح بہتان و افتراء ہے، ہاں بعض جہلا شافعیہ کا یہ قول ہے۔ جس کو علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شافعی نے شرح عباب میں بتصریح تام رد کر دیا ہے۔ چنانچہ تقسیم المسائل مطبع الرحمان



کے ص ۱۱۶ میں مرقوم ہے۔ ”واذان قبر بعض شافعیہ مسنون گھنٹہ یوزد ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ در شرح عباب بردا قول ایشاں برداختہ و خیر رملی در حاشیہ بحر می گوید و رأیت فی کتب الشافعیہ انہ قد سن الاذان لغير الصلوة کا اذان المولود والمصوم والمفزع الی قوله قیل وعند انزال الميت القبر قیاساً علی اول خروجه من الدنيا لکن رده ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فی شرح العباب

پس معلوم ہوا کہ یہ مسلک و مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے اور بعض شوافع مقلدین جو بوجہ لاعلمی کے اس طرف گئے ہیں۔ اُن کے اقوال رکیکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صاف رد کر دیا ہے۔ تو یہ مسئلہ مذہب شافعی میں بھی مردود و باطل ٹھہرا۔ جن بردارانِ احناف نے اس بارے میں قلاوہ حنفیت کا گردن سے نکال کر قلاوہ شافعییت و موجدانِ جدید کا پہنا تھا وہ بھی تار عنکبوت سے زیادہ ثابت نہیں ہوا، کسی نے خوب کہا ہے۔

نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ایسے لوگ حنفی رہے نہ شافعی، کیوں کہ کتب حنفیہ میں اس کی تردید بالوضاحت و بالصراحت موجود ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی ردالمحتار میں لکھا ہے۔

انہ لایسن الاذان عند ادخال الميت فی قبرہ کما هو المعتاد الا ان وقده صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعتہ وقال من ظن انہ سنۃ قیاساً علی ہدیرہ المولود الحاقاً بمخاتمة الامر بابتدای یتہ فلم یصب اه ”یعنی میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت اذان مروج کہنا قطعاً ثابت نہیں، علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بدعت ہونے پر تصریح کی ہے اور فرمایا کہ جو شخص بچہ کی پیدائش پر قیاس کر کے اس کی سنیت کا گمان کرے وہ صائب نہیں۔ اس کا گمان غلط و نادرست ہے۔“

(ملاحظہ ہو صواعق البیہ مطبع احمدی ص ۲۳۱)

بعض کتب میں ہے

من البدع التي شاعت في بلاد الهند الاذان علی القبر بعد الدفن

”یعنی ہندوستان میں جتنی بدعتیں مروج ہیں، ان میں سے بعد دفن میت کے قبر پر اذان کہنا بھی ہے۔“ (تفہیم المسائل ص ۱۱۶)

عمود بلخی توشیح شرح تنقیح میں فرماتے ہیں۔

الاذان علی القبور یس بشی

”یعنی قبر پر اذان کہنا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔“

الحاصل اس کے بدعت ہونے پر کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں۔

اذان علی القبر نہ شرعی معنی کہ رو سے مفید و مطلوب ہے۔ نہ لغوی معنی کی رو سے کیوں کہ اذان کا معنی شرع میں اعلان کرنا واسطے آنے نماز کے وقت پر ساتھ الفاظ مخصوص کے ہے۔ اور یہ معنی اذان علی القبر پر مفقود ہے۔ کمالاً یخفی۔ اور معنی اذان کا لغت میں وانا نیدن اور خبر کردن کا ہے اور یہ معنی بھی یہاں موافق و راست نہیں آتا۔ کمالاً یخفی علی الوجہان السلیم والراہ المستقیم۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد سوم ص ۴۵)

فتاویٰ علمائے حدیث

[کتاب الصلاة جلد 1 ص 159-161](#)